ذخیرہ اندوزی سے متعلق اسلامی تعلیمات: ایک تحقیقی مطالعہ

Islamic teachings on hoarding. A research study

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال جلالی[i] محمد رفاقت علی[ii] حافظ محمد نوید[iii]

Abstract

Islam is a religion of nature. The true spirit of Islamic teachings is that business should continue in a natural way, the balance between supply and demand should not be disturbed.This is because trade planning is done in the same way. But if there is a situation where the production of a commodity is less than the need of the society or the supply is less than the demand nationally and internationally, then there is no investment. The owner or trader buys the goods from the market and stores them or the goods are already in his warehouses but he withholds them despite the dire need and does not sell them in the market so that the demand increases and people are forced to meet basic needs. It is monopoly and hoarding to be forced to buy goods at very high prices against the natural law of business.This is done by those who are hard-hearted, hard-hearted, and exploitative and fill their coffers by taking unfair advantage of people's compulsions. It is based on the fact that Islam seeks economic development as well as moral, religious and spiritual instruction, without which it is not possible to establish a welfare state. Therefore, the acquisition of wealth in Islam It is not permissible to be unruly and to distinguish between halal and haraam. In order to keep the economy clean and free from monopolies, hoarding is prohibited in Islamic teachings. It is the responsibility of an Islamic government to intervene and stop this process. The need is to help the needy in such difficult situations by following Islamic teachings and not the necessities of life. Sell at a higher price.

Key words: Islam, Islamic teachings, Islamic government, Holding, Trade

موضوعِ تحقیق کا تعارف اور پسِ منظر

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک کسی بھی معاشرہ کے مالی اور معاشی معاملات کو مناسب قواعد و ضوابط کا پابند نہیں بنایا جائے گا، اس وقت تک وہ معاشرہ منصفانہ تقسیم کا حامل نہیں ہو سکتا۔ اسلام چونکہ مصنفانہ معاشرہ کے قیام کی دعوت دیتا ہے، اس لیے دینِ اسلام نے تجارتی تعلقات اور لین دَین سے متعلق نہایت جامع اور عمدہ اصول مہیا کیے ہیں جن پر

i صدر شعبہ اسلامیات، آئی سی بی کالج، اسلام آباد

ii پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز ، جامعہ کراچی، کراچی

iii پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

عمل پیرا ہو کر ہم اپنی معیشت کو بہترین بنیادیں فراہم کر سکتے ہیں۔ تجارت و معیشت کے حوالے سے دینِ اسلام کا ایک منفرد خاصا ہے کہ یہ نہ تو اپنے پیروکاروں کو آہنی زنجیروں میں جکڑتا ہے اور نہ ہی سرمایہ دارانہ نظام کی مانند کھلی چھٹی دیتا ہے بلکہ اس کے رویہ میں اعتدال پایا جاتا ہے کہ یہ نہ صرف اپنے چاہنے والوں کو تجارت کے ذریعے مال کے حصول کی ترغیب دیتا ہے بلکہ اُن کے لیے ایسے اصول بھی بیان کرتا ہے جن کا لحاظ رکھنا از حد ضروری ہے۔ اِن اصولوں پر عمل پیرا ہو کر جو بھی معاملہ کیا جائے گا وہ شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں درست ہو گا خواہ وہ دورِ حاضر کی ہی ایجاد ہو۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اسلام معاشی ترقی کا خواہاں ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی، دینی اور روحانی ہدایات کی تعلیم بھی دیتا ہے جن کو چھوڑ کر ایک فلاحی نظامِ معیشت کا قیام عمل میں لانا ممکن نہیں، اس لیے اسلام میں اکتسابِ مال کی خاطر بے مہار ہونا اور حرام و حلال کی تمیز ختم کرنا جائز نہیں ہے۔ معیشت کے عمل کو صاف ستھرا رکھنے اور اجارہ داریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات میں ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ایک اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دخل اندازی کر کے اس عمل کو روکے۔ ذخیرہ اندوزی کے ذریعے مصنوعی قلت پیدا کرنے والے اور مارکیٹ میں اپنی مرضی کی قیمت پر مال فروخت کرنے والے کو حدیث میں ملعون اور خطار قرار دیا گیا ہے۔[1] ان دنوں پاکستان کی کچھ شخصیات نے آٹا، چینی، تیل، ماسک اور سینٹائزرز کی ذخیرہ اندوزی کی، جس کے سبب اُن کی قیمتیں حیرت انگیز حد تک بڑھ گئیں۔ زیر نظر مضمون اسی ضرورت کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

زیر نظر موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر مسلم محققین نے اس پر خصوصی توجہ دی ہے۔ اس موضوع پر تحریر کی جانے والی کتب میں سے مولانا عبد الرحمن کیلانی کی "احکامِ تجارت اور لین دین کے مسائل"، "اسلام کے دولت کے مصارف"، اور "اسلام میں ضابطہ تجارت"، ڈاکٹر محمد طاہر منصوری کی "احکامِ بیع"، محمد علی جانباز کی "احکام وقف و ہبہ"، محمد بن صالح العثیمین کی "المداینۃ"[2]، ڈاکٹر نعیم صدیقی کی "اسلام اور جدید معاشی تصورات"، سید حامد عبد الرحمن الکاف کی "احادیث مزارعت کا ایک مطالعہ"، سید ابوالاعلیٰ مودودی کی "اسلام اور جدید معاشی نظریات"، محمد تقی عثمانی کی "اسلام اور جدید معیشت و تجارت"، ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی "مشکلۃ الفقر و کیف عالجہا الاسلام"[3]، شیخ عمران نذر حسین کی "اسلام میں ربا کے حکم تناعی کی اہمیت"، ڈاکٹر نور محمد غفاری کی "اسلام کا قانون تجارت"، "نبی اکرم ﷺ کی معاشی زندگی"[4] اور "تجارت کے اسلامی اصول وضوابط"، پروفیسر چوہدری غلام رسول چیمہ کی "اسلام کا معاشی نظام"، ڈاکٹر اسرار احمد کی "اسلام کا معاشی نظام"، سید محمد امین الحق کی "اسلام کا معاشی نظام اور معاشی نظریات"، محمد بخش مسلم کی "اسلام کا نظام بیت المال"، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی "اسلام کا نظام معیشت شیئرز اور کمپنی"، خلیل الرحمن کی "اسلام کا نظریہ محنت"، محمد نجات اللہ صدیقی کی "اسلام کا نظریہ ملکیت"، حکیم محمد اسحاق کی "اسلام کا نظریہ کسب وانفاق"، اوصاف احمد کی

"اسلامی بنیکاری نظریاتی بنیادیں اور عملی تجربات"[5]، ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی کی "اسلامی بینکاری ایک حقیقت پسندانہ جائزہ"[6]، زاہد صدیق مغل کی "اسلامی بینکاری و جمہوریت فکری پس منظر اور اور تنقیدی جائزہ"، حافظ ذوالفقار علی کی "اسلامی بینکاری کی حقیقت"، ابو نعمان بشیر احمد کی "اسلامی تجارت"، حافظ مجیب اللہ ندوی کی "اسلامی قانون محنت و اجرت"[7]، محمد ایوب کی "اسلامی مالیات"[8]، عبد الحمید ڈار کی "اسلامی معاشیات"، عبد الرحمن فاتح کی "ترقی یافتہ ممالک کی معاشی ترقی کی تاریخ" قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی "جدید تجارتی شکلیں شرعی نقطۂ نظر"، ڈاکٹر مفتی عبد الواحد کی "جدید معاشی مسائل اور مولانا تقی عثمانی کے دلائل کا جائزہ"، ام عبد منیب کی "خریدیں اور جیتیں"[9]، حافظ ذوالفقار علی کی "دور حاضر کے مالی معاملات کا شرعی حکم"[10]، ڈاکٹر عصمت اللہ کی "زر کا تحقیقی مطالعہ شرعی نقطۂ نظر سے"[11]، شمس الحق افغانی کی "سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ"[12]، ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری کی "سرمایہ دارانہ نظام ایک تعارف"[13]، محمد احمد حافظ کی سرمایہ دارانہ نظام ایک تنقیدی جائزہ"[14]، محمد نجات اللہ صدیقی کی "شرکت و مضاربت کے شرعی اصول"[15]، ڈاکٹر یوسف قاسم کی "صنعت و تجارت کی زکوٰۃ اور سعودی عرب میں اس کا نفاذ"[16]، اوصاف احمد کی "علم معاشیات اور اسلامی معاشیات"[17]، سید ابو الاعلیٰ مودودی کی "قرآن کی معاشی تعلیمات"[18]، ڈاکٹر محمود احمد غازی کی "محاضرات معیشت و تجارت"[19]، عبد العظیم اصلاحی کی "معاشی مسائل اور قرآنی معلومات"[20]، سید ابو الاعلیٰ مودودی کی "معاشیات اسلام"[21]، سید فضل الرحمن کی "معیشت النبوی ﷺ"[22]، حافظ ذوالفقار علی کی "معیشت و تجارت کے اسلامی احکام"[23] اور محمد سرور طارق کی "کامیاب تجارت کے سنہری اصول"[24] کی قابل ذکر ہیں۔ درج بالا کتب میں زیر نظر موضوع کا جزوی مواد تو موجود ہے لیکن زیر نظر مضمون کے بہت سے پہلوؤں کو اِن کتب میں بیان نہیں کیا گیا، اِن پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے لیے ہی زیر نظر موضوع تحریر کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا کو پانچ اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے جزو میں موضوعِ تحقیق کا تعارف اور پسِ منظر کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے جزو میں سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تیسرے جزو میں ذخیرہ اندوزی کا مفہوم بیان کیا گیا ہے۔ چوتھے جزو میں ذخیرہ اندوزی سے متعلق اسلامی تعلیمات کو بیان کیا گیا ہے اور پانچویں جزو میں خلاصۂ بحث کو بیان کیا گیا ہے۔

ذخیرہ اندوزی کا مفہوم

ذخیرہ اندوزی کے لیے انگریزی لغت میں Storage کا لفظ مستعمل ہے جسے گنجائش اور پیداوار کو ذخیرہ کرنے والی زمین کے معانی میں استعمال کیا جاتا ہے[25]۔ اُردو لغت کے لحاظ سے ذخیرہ سے ذاخیر اور ذخیرہ کرنے والا مراد لیا جاتا ہے[26]۔ اس ضمن میں اس سے گودام، جمع پونجی، خزانہ اور انبار وغیرہ مراد لیے جا سکتے ہیں[27]۔ لغتِ عربی میں ذخیرہ اندوزی کے لیے مخصوص لفظ "احتکار" کا استعمال کیا جاتا ہے جو کہ "روکنا" یا "مہنگائی کے انتظار میں روکنا" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے[28]۔ عربی زبان میں سٹوریج اور ذخیرہ بندی کے لیے بہت سے ایسے الفاظ بھی مستعمل ہیں جن سے کثیر مقدار یا جمع پونجی کا

مفہوم مراد لیا جاسکتا ہے[29]۔ اصطلاح میں انسانوں یا جانوروں کی خوراک کو مہنگائی کے انتظار میں روکنے کا نام احتکار ہے[30]۔ عمومی طور پر کھانے کی مختلف چیزوں کو مختلف انواع کے ڈِبّوں میں بند کر کے یا خشک کر کے جمع کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے جدید سائنسی طرق سے زرعی پیداوار کو تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ زیادہ دیر کے لیے محفوظ بنا کر ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ ذخیرہ اندوزی پر احتکار کا اطلاق صرف اُسی صورت ہو گا جب انسانوں یا جانوروں کی خوراک بننے والی اشیاء کو مخصوص اوقات میں مہنگا ہونے کی نیت سے روکا جائے۔[31] عمومی طور پر ذخیرہ اندوزی کی بہت ساری صورتوں کا امکان ہے جن میں سے چند کا ذیل میں ذکر کیا جا رہا ہے:

اَ. جس شہر سے غلہ خریدا ہے اسی میں اس نیت سے ذخیرہ کر لینا کہ خوب مہنگائی کے وقت بیچا جائے نیز نہ بیچنا وہاں کے لوگوں کے لیے نقصان دہ ہو تو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے[32]۔

ب. اپنی ہی زمین کی فصل کو روک لیا جائے تو ایسا کرنا جائز ہے[33] لیکن اس صورت میں مہنگائی اور قحط کے وقت کا انتظار کرنے سے گریز کیا جائے۔

ت. بازار میں بعام کی کثرت کی موجودگی میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے[34]۔

ث. دُور کے علاقے سے غلہ خرید کر کسی دوسرے شہر میں جمع کرنا احتکار میں شامل نہیں ہے[35] لیکن اس صورت میں مہنگائی کا انتظار کرنے اور اہل بلد کو نقصان پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے۔

ج. انسانوں اور جانوروں کی خوراک کے علاوہ کسی ایسی چیز کی ذخیرہ اندوزی کرنا جس سے لوگوں کو تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اگرچہ احتکار میں شامل نہیں ہے لیکن امام مالک اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے نزدیک ضرورت کے وقت ایسا کرنا بھی حرام ہے[36]۔

ذخیرہ اندوزی سے متعلق اسلامی تعلیمات

اسلام کے فراہم کردہ معاشی نظام کی بنیاد اُن تعلیمات اور تصورات پر رکھی گئی ہے جو قرآن و سنت سے ماخوذ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے اخلاق و کردار اور قول و فعل کے ذریعے اسلامی معیشت کے بنیادی اور اہم تصورات نہ صرف واضح فرمائے بلکہ ایسی عمدہ تعلیمات بھی مہیا فرمائیں جو پہلے سے موجود معاشی رویّوں سے نہ صرف مختلف تھیں بلکہ قیامت تک آنے والے لوگوں کے ایک رہنما اُصول بن گئیں۔ اسلامی تعلیمات میں نفع مند مال کی نہ صرف تعریف کی گئی ہے بلکہ اس کے اکتساب کی خواہش، اِسے اچھے طریقے سے صَرف کرنے اور اِس کو مزید فائدہ مند بنانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور ایسے صاحب ثروّت آدمی کو سراہا گیا ہے جو حُصولِ مال پر شکر گزار ہو کر اِس کو انسانیت کے نفع اور بہتری کے لیے خرچ کرتا ہو۔ اِسلام نہ صرف اُن افراد کی حوصلہ شکنی کرتا ہے جو ناجائز ذرائع سے مال حاصل کرتے ہیں بلکہ ایسی چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرنے سے

بھی روکتا ہے جن کی وجہ سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ ذیل میں قرآن و سنت اور فقہاء کرام کے اقوال کی روشنی میں ذخیرہ اندوزی کے احکام کا ذکر کیا جا رہا ہے:

1. قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ اندوزی اگر قرآن و احادیث کی روشنی میں کی جاتی ہے تو یہ جائزہ ہوگی۔ لیکن اگر کوئی بندہ اسلامی قوانین کی مخالفت کرتے ہوئے مہنگی ہونے کے لیے کوئی چیز روک لیتا ہے تو اس کی سختی سے مذمت کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ[37]

"اور وہ لوگ جو اس چیز پر بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے عطا کی ہے وہ یہ خیال نہ کریں کہ بخل ان کے لیے بہتر ہے، بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے، قیامت کے دن وہ مال طوق بنا کر ان کے گلوں میں ڈالا جائے گا جس میں وہ بخل کرتے تھے، اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى[38]

"ہرگز نہیں وہ تو ایک آگ ہے جو کہ کھالوں کو اتارنے والی ہے، وہ اس کو بلائے گی جس نے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا اور مال جمع کیا اور گن گن کر رکھا۔"

اس پس منظر سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں اُن لوگوں کی سختی سے مذمت کی گئی ہے جو اپنے مال میں بخل کرتے ہیں اور مستقبل میں مہنگا ہونے کے لیے روک لیتے ہیں۔

2. احادیث کی روشنی میں ذخیرہ اندوزی

ناجائز منافع خوری اور گراں فروشی سے اخلاقی قدریں پامال ہوتی ہیں، لوگوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں اور معاشرتی اور معاشی توازن بگڑ جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی تعلیمات میں اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ تاجر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ضروریات کی تکمیل کرے۔ تاجر کو اپنی اس ذمہ داری سے غفلت نہیں برتنی چاہیے کہ اس کی تجارتی سرگرمیاں انسانوں کے لیے خیر اور بھلائی کا سبب ہوں۔ اس کی بنیاد ہمدردی، ایثار، دیانت اور امانت پر ہو۔ تجارتی دیانت کا اصول یہ ہے کہ بنیادی ضروریاتِ زندگی کی چیزوں کے نرخ جائز حدود میں مقرر کیے جائیں۔ صارفین پر ناجائز دباؤ نہ ڈالا جائے۔ فقہاء کرام نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ گراں فروشوں اور ناجائز منافع خوروں کو حکومت جائز مناسب قیمت پر ضروریاتِ زندگی کی چیزیں بیچنے کا پابند بنائے۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ نے تجارت کی اُن تمام صورتوں کو ناجائز و حرام قرار دیا جن کی بنیاد ایسے غیر عادلانہ طریقوں پر رکھی گئی ہو جن سے دوسرے

انسانوں کے حقوق متاثر ہوتے ہوں۔ چنانچہ گراں فروشی سے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْجَالِبُ مَرْزُوقٌ وَالْمُحْتَكِرُ مَلْعُونٌ[39]

"جلب کرنے والے کو روزی دی جاتی ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔"

جو شخص کہیں باہر سے شہر میں غلہ وغیرہ لاتا ہے کہ اسے موجودہ اور رائج نرخ پر فروخت کرے اور گراں فروشی کی نیت سے اس کی ذخیرہ اندوزی نہ کرے تو اسے اللہ کی طرف سے رزق دیا جاتا ہے اور اس کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برخلاف مخلوق خدا کی پریشانیوں اور غذائی قلت سے فائدہ اٹھا کر غلہ وغیرہ کی ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنے والا گنہگار ہے اور بھلائی سے دور رہتا ہے۔

حضرت سیدنا معمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ احْتَكَرَ، فَهُوَ خَاطِئٌ " فَقِيلَ لِسَعِيدٍ: فَإِنَّكَ تَحْتَكِرُ، قَالَ سَعِيدٌ: إِنَّ مَعْمَرًا الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُ هَذَا الْحَدِيثَ كَانَ يَحْتَكِرُ[40]

"جو کوئی احتکار کرے وہ گنہگار ہے۔ لوگوں نے سعید بن المسیب علیہ الرحمہ سے کہا کہ: تم خود احتکار کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ جنہوں نے یہ حدیث روایت کی وہ بھی احتکار کرتے تھے۔"

زیادہ نفع کمانے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ اپنے فروختنی مال کو جلدی جلدی بیچ کر اسی رقم سے نیا مال خرید کر پھر بیچتے جائیں اور ایک سال میں کئی مرتبہ یہ چکر چلتا رہے۔ شرعی اعتبار سے یہ صورت پسندیدہ ہے اور ملکی معیشت کے اعتبار سے نفع مند ہے۔ دوسرا طریقہ ذخیرہ اندوزی کا ہے جو کہ شرعی اعتبار سے مذموم بھی ہے اور ملکی معیشت کے لیے تباہ کن اثرات کا حامل بھی۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے ذخیرہ اندوزی کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

بئس العبد المحتكر ان ارخص الله الاسعار حزن وان اغلاها فرح [41]

"ذخیرہ اندوز کرنے والے بہت برا آدمی ہے اگر اللہ تعالیٰ بھاؤ ارزاں کر دے تو اسے غم لگ جاتا ہے اور اگر تیز ہو جائے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔"

اسی روایت کو مجمع الزوائد میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

بِئْسَ الْعَبْدُ اِنْ سَمِعَ بِرُخْصٍ سَاءَهُ وَ اِذَا سَمِعَ بِغَلَاءٍ فَرِحَ[42]

"بہت بُرا ہے وہ شخص جو خود ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔ جب قیمت گرنے لگتی ہے تو بہت برا محسوس کرتا ہے اور جب قیمت بڑھتی ہے تو بہت خوش ہوتا ہے۔"

ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ نے بیزاری کا اظہار فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من احتکر طعام اربعین یوما یرید بہ الغلاء فقد بری من اللہ وبری اللہ منہ[43]

"جو بندہ چالیس دن کی اشیاءِ خورد و نوش کو مہنگا ہونے کی نیت سے روک کر رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بیزار ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے بیزار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اللہ کا وہ وعدہ توڑ دیا جو اس نے احکام شرع کی بجاآوری اور مخلوق خدا کے ساتھ شفقت کا باندھا ہے اور خدا کے اس سے بیزار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس برے عمل کے ذریعہ مخلوق خدا کی پریشانی کا سامان کیا تو اللہ نے اس پر سے اپنی حفاظت اٹھالی۔

اسی طرح حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہمارے بازار میں کوئی بھی شخص احتکار نہ کرے جن لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد روپیہ ہے وہ غلہ خرید کر ہمارے ملک میں احتکار نہ کریں اور جو شخص ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا مہمان ہے[44]۔

احتکار اور ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے لیے احادیث طیبہ میں بیماری اور غربت آنے کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَه الله بِالْجُذَامِ وَالْاِفْلَاسِ[45]

جو کوئی مسلمانوں کے درمیان ذخیرہ اندوزی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے برص کی بیماری اور غربت میں مبتلا کردے گا۔"

جو شخص مخلوق خدا کو خاص طور پر مسلمانوں کو تکلیف و نقصان میں ڈالتا ہے تو اللہ اسے جسمانی اور مالی بلاؤں میں مبتلا کر دیتا ہے اور جو شخص انہیں نفع پہنچاتا ہے اللہ اس کے جسم و مال میں برکت عطا فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی لوگ ایسے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں جو لاعلاج ثابت ہوتے ہیں لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں، ہسپتالوں کے چکر کاٹتے ہیں ہر ڈاکٹر کی دوا آزما لیتے ہیں مگر کوئی چیز کارآمد نہیں ہوتی۔

ہر انسان فطری طور پر دولت سے محبت کرتا ہے۔ مستقبل کے لیے کچھ پس انداز کر کے رکھنا شرعاً درست ہے۔ صدقات و عطیات کے علاوہ اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر کے بڑا اجر و ثواب کماتا ہے اور جو دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے، اللہ تعالیٰ اُس کا اجر کئی سو گنا بڑھا کر عطا فرماتا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف آیات میں صدقہ خیرات کی ترغیب دلائی گئی ہے صحابہ کرام، جو کہ ایثار و وفا کا پیکر تھے اور راہِ خدا میں اپنا مال دریادلی کے ساتھ خرچ کرتے تھے، ان آیاتِ قرآنی کی عملی تفسیر ہیں۔ خلافتِ صدیقی میں قحط پڑا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم صبح نہیں کرو گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر کشادگی فرمادے گا۔ اگلے دن صبح صبح یہ خبر ملی کہ حضرت عثمانؓ نے ایک ہزار اونٹ گندم اور اشیائے خوراک کے منگوائے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ مدینے کے تاجر حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ گھر سے باہر تشریف لائے، چادر آپ کے کاندھوں پر تھی اور اُس کے دونوں سرے مخالف سمت میں کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے۔ آپ نے مدینے کے تاجروں سے پوچھا کہ تم لوگ کس لیے آئے ہو۔ کہنے لگے کہ ہمیں معلوم

ہوا ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار اونٹ غلے کے آئے ہیں، آپ اُنہیں ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجیے تاکہ ہم مدینے کے ضرورت مند لوگوں کے لیے آسانی پیدا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ اندر آؤ۔ پس وہ اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمانؓ کے گھر میں ایک ہزار بوریاں رکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر میں تمہارے ہاتھ فروخت کروں تو تم مجھے کتنا نفع دوگے۔ تاجروں نے کہا کہ زیادہ سے زیادہ دس پر پندرہ۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے۔ تاجروں نے کہا کہ مدینے کے تاجروں میں ایسا کوئی نہیں جو اس سے زیادہ نفع دے سکے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے تاجرو! تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ سارا مال میں نے مدینہ کے فقراء پر صدقہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ رات گزری تو رسول کریم ﷺ میرے خواب میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ سیاہی مائل سفید سواری پر تشریف فرما تھے، آپ جلدی میں تھے اور آپ کے دست مبارک میں ایک قندیل تھی جس سے روشنی نور کی طرح پھوٹ رہی تھی، نعلین مبارک کے تسموں سے نور پھوٹ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری رغبت آپ ﷺ کی جانب بڑھ رہی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عثمان کی اُس نیکی کا بدلہ ہے جو اُس نے ایک ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ کیے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے قبول فرمایا[46]۔

اس پسِ منظر سے ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں کی ضرورت کے وقت ذخیرہ اندوزی ایک ایسا عمل ہے جس سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے۔ اگر ضرورت کے وقت کوئی بندہ لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں اس کے لیے آسانیاں پیدا کرتا ہے۔

3. اقوال ائمہ کی روشنی میں ذخیرہ اندوزی

خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہ اس بات پر خاص نظر رکھتے تھے کہ لوگ ذخیرہ اندوزی کرکے بازار کو مہنگا نہ کریں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اکثر دفعہ بازار میں اس کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک جگہ سے گزرے وہاں ایک ذخیرہ اندوز تاجر کا مال دیکھا تو اسے نذر آتش کرا دیا۔ فقہاء نے بھی اسے مکروہ بلکہ حرام قرار دیا ہے۔ اس لیے اس کی وجہ سے بازار گراں ہوتا ہے اور عام لوگوں کے لیے ضروریاتِ زندگی کا حصول مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثر فقہاء کے یہاں یہ ذخیرہ اندوزی صرف غذائی اشیاء اور حیوانات کے چارے میں ممنوع ہے۔ غیر معمولی حالات میں امام مالک اور امام احمد کے نزدیک تمام ہی اشیاء ضروریہ میں احتکار حرام ہے اور یہی رائے امام ابو یوسف کی ہے۔ غالباً یہ رائے زیادہ قرین صواب ہے۔ فقہاء نے حکومت اور انتظامیہ کو اس بات کا حق دار گردانا ہے کہ وہ ضروری سمجھتے تو بالجبر ایسا مال نکال کر فروخت کرا دے[47]۔

علامہ النوویؒ فرماتے ہیں:

"علماء نے کہاہے کہ احتکار کی حکمت یہ ہے کہ عام لوگوں سے ضرر کو دور کیاجائے اور علماء کرام کا اِس پر اجماع ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اشیائے خوراک ہوں اور لوگوں کو اس طعام کی سخت ضرورت ہو اور اس کے علاوہ کہیں سے نہ ملے تو لوگوں کو ضرر سے بچانے کے لیے اس شخص کو طعام فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا[48]۔"

جان بچانے والی ادویات کی ذخیرہ اندوزی سے بھی اجتناب کیا جائے۔

علامہ نظام الدینؒ فرماتے ہیں:

" ذخیرہ اندوزی مکروہ ہے اور یہ اس صورت میں کہ کوئی شخص کھانے پینے کی اشیاء شہر میں خریدے اور اُن کو فروخت سے روک رکھے تاکہ لوگوں پر تنگی آجائے۔ جیساکہ الحاوی میں ہے اور اگر صورتِ حال ایسی ہو کہ شہر میں خرید کر روک لیا اور اس سے لوگوں پر تنگی نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیساکہ فتاویٰ تاتارخانیہ نے تجنیس سے نقل کیا ہے اور جب شہر کے قریب ہی کسی مقام سے خریدا اور اٹھا کر شہر تک لایا اور فروخت سے روکے رکھا۔ اگر اہلِ شہر کے لیے اس سے تنگی ہوتی ہو تو یہ مکروہ ہے۔ یہ قول امام محمد علیہ الرحمہ کا ہے اور امام ابویوسف علیہ الرحمہ سے دو روایتوں میں سے ایک روایت میں یہی منقول ہے اور یہی مختار قول ہے۔ اسی طرح غیاثیہ میں ہے۔ یہی صحیح ہے۔ اسی طرح جواہر الاخلاطی میں بھی ہے۔ پس اگر کسی دور کے مقام سے اناج خرید کر لایا اور شہر میں ذخیرہ کیا تو یہ منع نہیں۔ جیساکہ تتارخانیہ میں ہے اور اگر کھانے پینے کی چیزیں شہر میں خریدیں اور اُنہیں دوسرے شہر لے گیا اور وہاں ذخیرہ کیا تو اس میں کراہت نہیں ہے' جیساکہ محیط میں ہے[49]۔"

علامہ علاء الدین حصکفیؒ فرماتے ہیں:

" حاکم ذخیرہ اندوز کو تعزیر بھی دے سکتا ہے اور اس کے مال کو زبردستی فروخت بھی کرسکتا ہے۔ علامہ ابن عابدین شامی اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں کو مہنگائی کے انتظار میں چالیس دن تک ذخیرہ کرنا شرعاً احتکار ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے مسلمانوں پر چالیس دن ذخیرہ اندوزی کی 'اللہ تعالیٰ اُس پر کوڑھ اور افلاس کو مسلّط کردے گا' ایک روایت میں ہے: "وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہوگیا اور اللہ تعالیٰ اُس سے بیزار ہوگیا۔ کفایہ میں ہے کہ رسوائی اُس پر مسلط کردی جائے گی اور ضرورت کے وقت اُس کی مدد نہیں کی جائے گی اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل[50]۔"

خلاصہ بحث

اسلام ایک دینِ فطرت ہے۔ اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح یہ ہے کہ کاروبار فطری انداز سے جاری رہے، طلب اور رسد میں توازن خراب نہ ہو۔ لہٰذا اگر مارکیٹ میں غلہ کثرت سے موجود ہے تو خرید کر جمع کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ کیونکہ تجارتی منصوبہ بندی اسی طریقے سے ہوتی ہے لیکن اگر کبھی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اشیائے صرف میں سے کسی چیز کی پیداوار معاشرے کی ضرورت سے کم ہو یا قومی اور بین الاقوامی طور پر طلب کے مقابلے میں رَسَد کم ہوگئی ہے تو ایسے حالات میں کوئی سرمایہ دار یا کاروباری شخص مارکیٹ سے اُس مال کو خرید کر ذخیرہ کرلیتا ہے یا یہ مال پہلے سے اُس کے گوداموں میں موجود ہے لیکن شدید ضرورت کے باوجود وہ اسے روکے رکھتا ہے اور مارکیٹ میں فروخت نہیں کرتا کہ طلب بڑھے اور لوگ مجبوراً بنیادی ضرورت کی اشیاء کاروبار کے فطری اصول کیخلاف انتہائی مہنگے داموں خریدنے پر مجبور ہو جائیں تو

یہ احتکار ہے اور ذخیرہ اندوزی ہے۔ یہ کام وہی لوگ کرتے ہیں جو شقی القلب ،سنگ دل، استحصالی مزاج رکھتے ہوں اور لوگوں کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہوں۔ یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ اسلام معاشی ترقی کا خواہاں ہونے کے ساتھ ساتھ اخلاقی، دینی اور روحانی ہدایات کی تعلیم بھی دیتا ہے جن کو چھوڑ کر ایک فلاحی نظامِ معیشت کا قیام عمل میں لانا ممکن نہیں، اس لیے اسلام میں اکتسابِ مال کی خاطر بے مہار ہونا اور حرام و حلال کی تمیز ختم کرنا جائز نہیں ہے۔ معیشت کے عمل کو صاف ستھرا رکھنے اور اجارہ داریوں سے محفوظ رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات میں ذخیرہ اندوزی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ایک اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ دخل اندازی کر کے اس عمل کو روکے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے مشکل حالات میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ضرورت مند لوگوں کی مدد کی جائے نہ کہ ضروریاتِ زندگی کی اشیاء اُن کو مہنگے داموں بیچی جائیں۔

حواشی وحوالہ جات

1 النیساپوری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، کتاب البیوع: 145، قدیمی کتب خانہ، کراچی، 2001ء

2 مترجم: حامد حماد، ادھار کے معاملات، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2016ء

3 مترجم: عبد المجید صدیقی، اسلام اور معاشی تحفظ، البدر پبلیکیشنز، لاہور، 2015ء

4 مرکز دیال سنگھ ٹرسٹ لائبری، لاہور، 2018ء

5 انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، 2016ء

6 ادارہ اسلامیات، لاہور، 2018ء

7 مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، 2016ء

8 رفاہ انٹر نیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد، 2014ء

9 مشربہ علم وحکمت، لاہور، 2014ء

10 ابوہریرہ اکیڈمی، لاہور، 2010ء

11 ادارہ معارف، کراچی، 2011ء

12 ادارۃ البحوث الاسلامیہ، بنارس، انڈیا، 2015ء

13 کتاب محل، لاہور، 2017ء

14 الغزالی پبلی کیشنز، کراچی، 2018ء

15 اسلامی پبلی کیشنز، لاہور، 2015ء

16 چوہدری عبد الباقی نسم دار التبلیغ رحمانیہ، لاہور، 2015ء

17 ایفا پبلی کیشنز، نئی دہلی، انڈیا، 2017ء

18 اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء

19 الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، 2016ء

20 ادارہ علوم القرآن، علی گڑھ یوپی، انڈیا، 2015ء

21 اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء

22 زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی، 2018ء

23 ابوہرہ اکیڈمی، لاہور، 2012ء

24 طارق اکیڈمی، فیصل آباد، 2017ء

25 J.A.Simpson and E.S.C.Weiner,The Oxford Dictionory,Clarendon Press,Oxford1989,Volume:14,Page:787

26 بدخشانی، مقبول بیگ، فیروز اللغات، (فارسی اردو): 444، فیروز سنز، پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، 2004ء

27 وارث سرہندی، قاموسِ مترادفات: 639، اردو سائنس بورڈ، لاہور، 1986ء

28 الجرجانی، علی بن محمد السید الشریف، معجم التعریفات: 13، دار الفضیلۃ للنشر والتوزیع والتصدیر، القاہرہ (س-ن)

29 قاموس انگلیزی، المورد الحدیث: 1157، دار العلم للملایین، بیروت، 2009ء

30 بدرالدین عینی، البنایۃ شرح الہدایۃ 12: 210، مطبع و سن اشاعت نامعلوم

31 البریلوی، احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ 17: 189، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، 2002ء

32 المرغینانی، برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر الفرغانی، الہدایۃ 4: 473، مکتبہ رحمانیہ، لاہور (س-ن)

33 نفس مصدر

34 فتاویٰ رضویہ 17: 189

35 الہدایۃ 4: 474

36 الدکتور وہبۃ الزہیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ 4: 238، دار الفکر، دمشق، شام (س-ن)

37 سورۃ آل عمران 3: 180

38 سورۃ المعارج 70: 15-18

39 القزوینی، السنن، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، حدیث (2153) دار الحدیث، بیروت (س-ن)

40 القشیری، الجامع الصحیح، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الاحتکار فی الاقوات، حدیث (4122) دار طوق النجاۃ، 1987ء

41 ابن اثیر الجزری، علی بن محمد بن عبد الکریم، الکامل فی التاریخ 2: 530، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1987م

42 ہیثمی، علی بن ابوبکر، مجمع الزوائد 4: 104، دار الکتب العلمیہ، بیروت (س-ن)

43 احمد بن حنبل، المسند 8: 481، دار الکتب العلمیہ، بیروت (س-ن)

44 مالک بن انس، الموطا، باب الحکرۃ والتربص: 448، مکتبہ رحمانیہ، لاہور (س-ن)

45 السنن للقزوینی، کتاب التجارات، باب الحکرۃ والجلب، حدیث (2155)

46 دہلوی، شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء 2: 224، قدیمی کتب خانہ، کراچی (س-ن)

47 رحمانی، مولانا خالد سیف، جدید فقہی مسائل 1: 376، زمزم پبلی کیشنز، کراچی، 2010ء

48 نووی، یحیٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم 5: 144، دار الکتب العلمیہ، بیروت (س۔ن)

49 نظام الدین، فتاویٰ عالمگیری 3: 213، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 1996ء

50 ابن عابدین شامی، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المحتار علی الدر المختار 9: 486-487، مکتبہ رشیدیہ، لاہور (س۔ن)